Al-ʻULŪM *(Journal of Islamic Studies)*
2020, 1(1), 46 -69

لسانی جارحیت کا تعارف اور اس کا تدارک: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

An Introduction of Oral Aggression, its Causes, Preventive Measures and Remedies in the Light of the *Sīrah* of the Holy Prophet (ﷺ)

Allah Ditta*[1], Muhammad Waris Ali (PhD) **
*Lecturer, Federal Government Degree College for Women Multan Cantt, Pak.
**Assistant Professor, Department of Islamic Studies Lahore Garrison University, Lahore, Pakistan

Keywords

Lagunage ; Agression ; Violent ; Causes ; Remédie

Ditta, A., and Ali, M. W. (2020). An Introduction of Verbal Aggression, its Causes, Preventive Measures and Remedies in the Light of the *Sīrah* of the Holy Prophet (PBUH). *Al-ʻUlūm Journal of Islamic Studies,* 1(1), 46-69

Abstract: *This article focuses on the violent language and verbal aggression in day to day gossip, discussion and chat. It is a pity that such talk is becoming a norm in our society although Islam asks its followers to be calm and compassionate and to forgive others. Allah Almighty mentions in the Holy Qur'ān, "And the slaves of the Most Beneficent (Allah) are those who walk on the earth in humility and sedateness, and when the foolish address them (with bad words) they reply back with mild words of gentleness" (Al-Qur'ān, 25:63). The personality of the Holy Prophet (PBUH) is the epitome Islamic teachings. The Prophet was not only humble and courteous towards believers but also tolerant and forgiving towards non-believers. His compassionate behavior and his benevolent attitude won hearts and compelled non-believers to embrace Islam. His courteous behavior was praised by the enemies too. This study labels His teachings as well as examples from His life as a testimony to the true message of Islam. This study is an effort to promote tolerance, patience and harmony in the Pakistani society. It also aims at reducing verbal violence and aggression from the society.*

1. Corresponding Author: Email: profabughufran475@gmail.com

Content from this work is copyrighted by *Al-ʻUlūm* Journal of Islamic Studies, which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific

اقوام عالم کو امن و اطمینان اور سکون و آرام کی جتنی ضرورت آج ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی اس لیے کہ اُس وقت جنگیں میدان میں لڑی جاتی تھیں مگر آج ایٹمی اور کیمیائی بنیادوں پر لڑی جا رہی ہیں جن کی وجہ سے پوری دنیا کا امن داؤ پر لگ چکا ہے۔ ان سب کے باوصف جو مسئلہ آج بھی سر اٹھائے ایک انتہائی خطرناک صورت حال کی طرف اشارہ کرتا ہے وہ جارحانہ اور پر تشدد گفتگو کا ہے۔ تعلیمی ترقی اور شعور کی بیداری نے بہت سے مسائل کا خاتمہ کر دیا ہے۔ آج ہر شخص دوسروں پر تشدد اور ظلم کو برا سمجھتا ہے اور کوئی بھی ذی شعور اس کی حمایت نہیں کرتا مگر جاہلیت کی روایات آج بھی باقی ہیں اور معمولی معمولی باتوں پر لڑنا آج بھی ہمارے معاشرے میں رائج ہے۔ اگرچہ اخلاقی اقدار کی ترویج اور قوانین کی پاسداری کی وجہ سے لوگ دوسروں پر تشدد نہیں کر سکتے لیکن وہ اپنے دل کی بھڑاس لسانی جارحیت و سخت کلامی کی صورت میں نکال لیتے ہیں۔ عوام تو عوام خواص بھی اس بیماری کا شکار ہیں حتی کہ علماء و معلمین بھی اس آفت سے اپنا دامن بچا نہیں پائے، اس لیے یہ ضروری ہو گیا کہ اس موضوع پر تحقیق کی جائے اور حقائق کو سامنے لایا جائے، اس کے ساتھ ساتھ لسانی جارحیت کے اسباب اور نقصانات سے بھی آگاہ کیا جائے۔

اس مقالہ میں سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں میں لسانی جارحیت، معاشرے میں اس کے اثرات اور تدارک کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس مقالہ میں بیانیہ انداز اختیار کیا گیا ہے تاہم جہاں ضرورت محسوس کی گئی ہے وہاں معاشرتی مثالوں سے بھی جزئیات کو قابل فہم بنایا گیا ہے۔ اس موضوع سے متعلق وہ جہتیں جو ہمارے معاشرے میں پائی جاتیں ہیں اُن تمام کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

لسانی جارحیت کا مفہوم

لسانی جارحیت کو دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اس کی پہلی اور مشہور قسم جو کہ عصر حاضر میں بالعموم پوری دنیا میں بہت زیادہ مروج و متداول ہے اس سے مراد زبان (Language) کی بنیاد پر دوسرے شخص یا قوم سے بغض و نفرت کے جذبات پر مبنی رویے ہیں لیکن سر دست یہ اس مقالے کا موضوع نہیں ہے اس لیے اس سے صرف نظر کرتے ہوئے لسانی جارحیت کی دوسری قسم جس سے مراد جارحانہ و پر تشدد گفتگو ہے اسی سے بحث کی جائے گی اور عربی زبان میں لسانی جارحیت سے یہی معنی سمجھے جاتے ہیں۔

لسانی جارحیت کو عربی میں جرح اللسان کہتے ہیں جس کے معنی علامہ زمخشری نے عیب لگانے کے بیان کیے ہیں۔[1] مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی نے اس کے معنی گالی دینا، توہین کرنا یا عیب بیان کرنا کے لکھے ہیں۔[2] المنجد میں اس کے معنی عیب لگانا یا مرتبہ گھٹانا کے بیان کیے گئے ہیں۔[3] یعنی ان سب کے نزدیک اس کے معنی کسی دوسرے شخص کی توہین کرنے، گالی دینے، مرتبہ گھٹانے یا عیب لگانے کے ہیں۔

لسانی جارحیت کو انگریزی میں Violent Language یا Oral Aggression یا Speech Violence یا Hate Speech کہتے ہیں۔ اور اس سے کیا مراد ہے؟ اس کی تعریف کیا بیان کی گئی ہے؟ اس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

> "Hate speech is speech that attacks a person or a group on the basis of attributes such as race, religion, ethnic origin, national origin, sex, disability, sexual orientation, or gender identity. The laws of some countries describe hate speech as speech, gestures, conduct, writing, or displays that incite violence or prejudicial actions against a group or individuals on the basis of their membership in the group, or disparages or intimidates a group, or individuals on the basis of their membership in the group".[4]

> (لسانی جارحیت سے مراد وہ گفتگو ہے جو ذات، مذہب، نسل، قومیت، جنس، معذوری، جنسی رجحان، یا صنفی شناخت جیسی صفات کی بنیاد پر کسی فرد یا گروہ پر حملہ کرتی ہے۔ کچھ ممالک کے قوانین لسانی جارحیت کو تقریر، اشاروں، طرز عمل، تحریر، یا عملی مظاہرے سے تعبیر کرتے ہیں جو کسی گروپ یا افراد کے خلاف اس گروہ میں ان کی رکنیت کی بنیاد پر پُر تشدد یا متعصبانہ کاروائیوں پر اکساتے ہیں، یا گروپ میں ان کی رکنیت کی بنیاد پر ان کو ڈراتے اور دھمکاتے ہیں یا تضحیک کا نشانہ بناتے ہیں۔)

ایک انگریز مصنف جارحیت کی تعریف اور اس کی اقسام کی وضاحت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> "Aggression is commonly defined as a behavior that is intended to harm another person who is motivated to avoid

---

1– ابو القاسم محمود بن عمرو جار اللہ زمخشری، أساس البلاغة، تحقیق: محمد باسل عیون السود (بیروت: دار الكتب العلمية، 1998ء)، 1:129۔

2– وحید الزمان کیرانوی، **قاموس الوحید** (لاہور: ادارہ اسلامیات، س ن)، 246۔

3– لوئیس معلوف، المنجد، مترجم: عبد الحفیظ بلیلاوی (لاہور: خزینہ علم و ادب الکریم مارکیٹ اردو بازار، س ن)، 107۔

4– https://en.wikipedia.org/wiki/Hate_speech (accessed on 31-01-2019).

that harm. This harm can take many forms such as physical injury, hurt feelings, or damaged social relationships”.(5)

(جارحیت کو عام طور پر اس طرز عمل سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کا مقصد کسی دوسرے شخص کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے جو اس نقصان سے بچنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔ یہ نقصان جسمانی چوٹ، احساسات کو مجروح کرنے، یا معاشرتی تعلقات کو نقصان پہنچانے جیسے متعدد شکلیں لے سکتا ہے۔)

ایک عربی مصنف لکھتے ہیں:

” لسانی جارحیت کی عالمی سطح پر کوئی قبول شدہ تعریف نہیں ہے جو اس کی ماہیت کو واضح کرے تاہم لسانی جارحیت کو نفرت انگیز تقریر کے طور پر جانا جاسکتا ہے جس میں حملہ، اشتعال انگیزی، یا غصہ شامل ہوتا ہے جو کسی دوسرے فرد یا افراد کے گروہ کو ذلیل ورسوا کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے“۔(6)

اقوام متحدہ نے بھی جارح اور نفرت انگیز گفتگو بارے جاری کردہ کتابچے میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اس کی کوئی متفقہ تعریف نہیں ہے بلکہ یہ امر ماہرین کے درمیان متنازع اور مختلف فیہ ہے تاہم انہوں نے جو تعریف بیان کی ہے وہ یہاں نقل کی جاتی ہے:

“Hate speech is understood as any kind of communication in speech, writing or behavior that attacks or uses pejorative or discriminatory language with reference to a person or a group on the basis of who they are, in other words, based on their religion, ethnicity, nationality, race, colour, descent, gender or other identity factor. This is often rooted in, and generates intolerance and hatred and, in certain contexts, can be demeaning and divisive”.(7)

(لسانی جارحیت کو تقریر، تحریر یا طرز عمل کے کسی بھی طرح کے ذریعہ ابلاغ کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے، جو کسی فرد یا گروہ کے حوالے سے سخت یا متعصبانہ زبان استعمال کرتا ہے، اس بات سے قطع نظر کرتے ہوئے وہ کون ہیں؟ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ حرکت مذہب، ذات، قومیت، نسل، رنگ، خاندان،

5- Allen, Johnie & Anderson, Craig. (2017). Aggression and Violence: Definitions and Distinctions, p.2 retrieved from https://www.researchgate.net/publication/323784533 (accessed on 30-05-2020).

6- خطابات الكراهية وقود الغضب (القاهرة:مركز هردو لدعم التعبير الرقمی،2016ء)،6
retrieved from https://hrdoegypt.org (accessed on 30-05-2020.

7. Antonio Guterres United Nations Strategy and plan of action on hate speech, May 2019 retrieved from https://www.un.org (accessed on 30-05-2020).

صنف یا دیگر کسی شناختی عنصر کی بدولت سر انجام پاتی ہے۔یہ (مرض) اکثریت میں پایا جاتا ہے، اور عدم برداشت و نفرت کو بڑھاوا دیتا ہے اور بعض حالات میں سخت تکلیف دہ اور تنازع کا باعث ہو سکتی ہے۔)

اوپر بیان کی گئی تعریفات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روزمرہ کی گفتگو میں متکلم کا مخاطب سے تحکمانہ، جارحانہ، سخت، تلخ، کڑوے، کسیلے، ترش یا نامناسب الفاظ سے کلام کرنا لسانی جارحیت کہلاتا ہے۔یعنی یہ ناشائستہ، نازیبا، سخت، کڑوے کسیلے الفاظ کا وہ مجموعہ ہے جو کسی کو ذلnیل کرنے کے لیے یا اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے بولا جاتا ہے۔لسانی جارحیت کو ایک آلہ کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے جس کے ذریعے یہ پیمائش کی جاسکتی ہے کہ ایک فرد، سماج یا معاشرہ اخلاقی طور پر کتنا تہذیب یافتہ ہے؟ یا کتنا جارحیت کا شکار ہے؟ اسی وجہ سے مقولہ مشہور ہے: ''طعن اللسان أشد من ضرب السنان''[8] تیر یا نیزے کے زخم سے زبان کا زخم زیادہ سخت ہوتا ہے۔)

ایک شاعر کہتا ہے: ''جِراحاتُ السِّنانِ لَها التِئامٌ ... وَلَا يَلْتامُ مَا جَرَحَ اللِّسانُ''[9]

(نیزوں کے زخم تو بھر سکتے ہیں لیکن زبان کے زخم کبھی نہیں بھرتے۔)

لسانی جارحیت و سخت کلامی کی بجائے شریعت اسلامیہ نے رفق ولطف کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔رفق ولطف کے معنی ہیں کہ معاملات میں تنگی اور سخت گیری کی بجائے نرمی اور سہولت اختیار کی جائے۔جو بات کی جائے نرمی سے، جو سمجھایا جائے وہ سہولت سے اور جو مطالبہ کیا جائے وہ میٹھے طریقہ سے کہ دلوں کو موہ لے اور پتھر کو بھی موم کردے۔اور حدیثوں میں اللہ رب العزت کا نام رفیق آیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے ہر قسم کے بندوں کے ساتھ ان کی خبر گیری اور رزق کا سامان پہنچانے میں رفق و لطف فرماتا ہے اور اپنے اس تلطف میں وہ ان کی اطاعت اور ان کی عدم اطاعت کی پرواہ نہیں کرتا۔ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ''[10] (اللہ رفیق ہے ہر امر میں رفق (نرمی) پسند کرتا ہے۔)

8- قاضی عبد النبی، دستور العلماء جامع العلوم في إصطلاحات الفنون(بیروت: دار الكتب العلمية، 2000ء)، 3:327۔

9- محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسینی الزبیدی، تاج العروس من جواهر القاموس(بیروت: دارالهدایه للنشر والتوزیع، س ن)،28:504۔

10- محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، تحقیق: محمد زهیر بن ناصر الناصر، كِتَابُ اسْتِتَابَةِ المُرْتَدِّينَ وَالمُعَانِدِينَ وَقِتَالِهِمْ، بَابُ إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ، نَحْوَ قَوْلِهِ:

لسانی جارحیت کے اسباب

لسانی جارحیت کے اسباب میں بہت سے عناصر شامل ہیں۔ بالعموم یہ مندرجہ ذیل ہو سکتے ہیں:

1) لسانی جارحیت کے اسباب میں سب سے اہم سبب غصے کا پایا جانا ہے۔ غصہ انسان کی عقل کو سلب کر لیتا ہے جس کی وجہ سے انسان بہت سے خلاف شرعی امور کر گزرتا ہے۔ اسی وجہ سے غصے کو شیطان کا جال کہا جاتا ہے غصے والا شخص علم و عمل کے کتنے ہی بڑے مرتبے پر فائز ہو خواہ صاحب کرامت ولی ہو لیکن غصے کی وجہ سے گناہ کبیرہ و حرام افعال کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

2) عجب و خود پسندی میں مبتلا اشخاص دوسرے اشخاص کی معمولی سے بات بھی برداشت نہیں کرتے اس لیے وہ سخت کلامی و لسانی جارحیت پر اتر آتے ہیں۔

3) کسی بات پر جذباتی ہو کر لوگ انتقاماً بھی سخت کلامی پر اتر آتے ہیں۔

4) حب جاہ کا مرض بھی لسانی جارحیت کا اہم سبب ہے۔

5) نفس جو تمام گناہوں کا منبع ہے وہی انسان کو اس حرکت پر ابھارتا ہے اور انسان دوسرے لوگوں کو اپنی زبان و گفتگو کے ذریعے تکلیف پہنچا کر ایذاء کا سبب بنتا ہے۔ اور یوں اللہ و رسول کی ناراضگی مول لیتا ہے۔

6) کچھ لوگ اپنے اندر بہیمیت و حیوانیت کے سے جذبات رکھتے ہیں۔ اس لیے یہ فوراً مشتعل ہو کر سخت کلامی، گالم گلوچ یا دشنام طرازی کرنے لگتے ہیں۔ یہ لوگ بہت خطرناک ہوتے ہیں اس لیے ان سے بچنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

7) عصری معاشرتی تقاضے اس رویے کی بڑی سختی سے مذمت کرتے ہیں تاہم کچھ لوگ پھر بھی تربیت کی کمی کی وجہ سے اس کو درخور اعتنا نہیں جانتے اور نہ ہی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے اس رویے کی وجہ سے سامنے والے کو کتنی تکلیف پہنچ رہی ہے۔

8) ایسا معاشرہ جو کم پڑھے لکھے لوگوں پر مشتمل ہو اور شعور و تہذیب سے ناآشنا ہوں وہاں کا معاشرتی رجحان بھی لوگوں کو سخت کلامی پر آمادہ کرتا ہے پھر یہی ان کی عادت بن جاتی ہے۔

9) اسلامی احکامات سے دوری و لاعلمی اور سیرت النبی سے آگاہی نہ ہونا بھی لسانی جارحیت کا بہت بڑا سبب ہے۔

السَّامُ عَلَيْكَ (بیروت:دار طوق النجاۃ،1422ھ)، رقم:6927۔

10) قرآن و حدیث کی تعلیمات سے واقفیت کے بعد ان پر عمل کرنے سے ہی ایک شخص سخت کلامی سے اجتناب کر سکتا ہے چنانچہ اسلامی تقاضوں پر عمل نہ کرنا اور ان کو فراموش کر دینا بھی ایک اہم سبب ہے۔

لسانی جارحیت کی اقسام

جب معاشرے کے حالات پر غور کیا جائے تو اس میں سخت کلامی و لسانی جارحیت کی مختلف صورتیں نظر آتی ہیں:

1- شائستہ لیکن جارح الفاظ
2- بظاہر ناشائستہ لیکن حقیقت پر مبنی الفاظ
3- ناشائستہ لیکن فحش گوئی سے پاک
4- ناشائستہ اور فحش الفاظ
5- بہتان اور یاوہ گوئی پر مشتمل الفاظ

اب سطور ذیل میں اس کی وضاحت کی جاتی ہے اور ان کے احکام بھی بیان کیے جاتے ہیں۔

1- شائستہ الفاظ

یہ لسانی جارحیت کی پہلی قسم ہے جس میں ایک شخص ناگوار امر یا واقعہ پیش آنے پر اپنا ردعمل ایسے جارحانہ الفاظ کی صورت میں دیتا ہے جو اگرچہ کسی بھی لحاظ سے ناشائستہ یا غلط نہیں کہے جاسکتے لیکن مخاطب شخص اور سامع ان الفاظ کی تلخی اور کڑواہٹ کو برابر محسوس کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں مذکورہ شخص کا لہجہ الفاظ سے زیادہ اہم کردار ادا کرتا ہے اور لہجے کی تلخی الفاظ سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے صورت حال اور زیادہ گھمبیر ہو جاتی ہے۔ ان الفاظ کی مثالوں میں بہت سے الفاظ داخل ہیں۔ مثلاً کیا آپ کو نظر نہیں آتا؟ کدھر ہے تمہارا باپ؟ کیا سنتا نہیں آپ کو؟ آپ کو دوسروں کے دکھ درد کا خیال ہی نہیں ہے۔ آپ میں دل ہی نہیں ہے جو دوسروں کے درد کو سمجھ سکے۔ دیکھ لیا آپ کا انصاف بھی۔ وغیرہ وغیرہ یہ اور اس طرح کی ڈھیروں مثالیں ہیں جن میں ایک شخص دوسرے شخص کو اپنے تیز جملوں کا نشانہ بنا رہا ہوتا ہے۔ اس طرح کے الفاظ میں طرز کلام کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے ان الفاظ کی شائستگی کے باوجود سامنے والے شخص کو یہ الفاظ انتہائی جارحانہ لگتے ہیں۔ اگرچہ اس تیز و تند جملوں کا ارتکاب کرنے والا نہیں جانتا کہ سامنے والے کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی۔ بعض اوقات لوگ ان الفاظ کے اثر

کی وجہ سے گھنٹوں روتے رہتے ہیں یا کئی دنوں تک جذباتی ہیجان کا شکار رہتے ہیں۔اس طرح کی گفتگو کے مظاہر عموما عورتوں کے درمیان زیادہ ہوتے ہیں جب عورتیں ایک دوسرے سے الجھتی ہیں تو وہ پھر کسی کو معاف نہیں کرتیں اور اس طرح کی سخت اور جارح گفتگو میں اس حد تک آگے بڑھ جاتی ہیں کہ برسوں پرانی باتیں بھی انہیں یاد آجاتی ہے اور اس پر طعنے دینے شروع ہو جاتی ہیں۔[11] سچ ہی تو کہا تھا بڑوں نے کہ "تلوار کا زخم تو بھر جاتا ہے مگر زبان کا زخم نہیں بھرتا۔" اسی وجہ سے اللہ کے نبی ﷺ نے ایک مسلمان کو کیا تلقین فرمائی ہے اس کو درج ذیل احادیث سے سمجھیں: **''مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ''**[12] (جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔)

اہل ایمان کی گفتگو بہترین اور پر تاثیر ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ فضولیات سے احتراز کرتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: **''مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ''**[13] (فضول باتوں کو چھوڑ دینا، آدمی کے اسلام کی اچھائی کی دلیل ہے۔)

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ! مسلمانوں میں سے کون افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **''المسلم مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ، وَيَدِهِ''**[14] (مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں)

کسی دوسرے مسلمان کو اپنی زبان یا ہاتھ وغیرہ سے تکلیف دینا اشد حرام ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **''فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، بَيْنَكُمْ حَرَامٌ''**[15] (بے شک تمہارے، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں)

11- بخاری، **الجامع الصحیح**، كِتَابُ الإِيمَانِ، بَابُ كُفْرَانِ العَشِيرِ وَكُفْرٍ دُونَ كُفْرٍ، رقم:29۔

12- محمد بن یزید ابن ماجہ، **السنن**، تحقیق: محمد فواد عبد الباقي، كِتَابُ الْفِتَنِ، بَابُ كَفِّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ (بیروت: دار إحياء الكتب العربية – فيصل عيسى البابي الحلبي، س ن)، رقم:3971۔

13- محمد بن عیسی ترمذی، **الجامع**، أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، 1975ء)، رقم:2317۔

14- بخاری، **الجامع الصحیح**، كِتَابُ الإِيمَانِ، بَابُ أَيُّ الإِسْلاَمِ أَفْضَلُ، رقم:11۔

15- مصدر سابق، كِتَابُ العِلْمِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ، رقم:67۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الجَنَّةَ''[16](جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔)

جس طرح زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی بنا پر جنت کی بشارت دی گئی ہے ایسے ہی ان دونوں کی حفاظت کی کوتاہی کرنے والوں کے لئے تنبیہ بلیغ ہے۔چنانچہ ایک روایت میں ہے: ''وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ، فَقَالَ: الفَمُ وَالفَرْجُ''[17](رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اکثر لوگ کس چیز کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: منہ اور شرمگاہ کی وجہ سے)

یعنی بری باتیں کرنے کی وجہ سے یا لوگوں کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچانے کی وجہ سے، یونہی بلا وجہ کسی بھی مسلمان کی تحقیر حرام قطعی ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے۔

آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: تقوی یہاں ہے۔پھر کہا کہ ''بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ'' [18] (آدمی کے بد ہونے کو یہ بہت ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی تحقیر کرے، مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے خون آبرو اور مال۔)

ان احادیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ مسلمان کو اپنی زبان سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہیں دینی چاہیے یہی ایک کامل مومن کی پہچان ہے لیکن بد قسمتی سے یہ چیز ہمارے معاشرے میں بہت عام ہو چکی ہے۔انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر اس کے مظاہر بہت عام ہیں۔اہل علم اور نامور محققین حضرات کی گفتگو اور سوشل میڈیا کی پوسٹس

16- مصدر سابق، كِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ، رقم:6474۔

17- ترمذی، السنن، أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الخُلُقِ، رقم:2004۔

18- مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ وَخَذْلِهِ وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ وَعِرْضِهِ وَمَالِهِ (بیروت: دار إحياء التراث العربي، س ن)، رقم:2564۔

ایسی جارحانہ ہوتی ہیں کہ ان پر سوائے افسوس کے کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اس تمام صورت حال سے اجتناب و اعراض وقت کی اہم ضرورت ہے اور یہ فرمودات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمیں یہی درس دے رہے ہیں۔

2- بظاہر ناشائستہ لیکن حقیقت پر مبنی الفاظ

لسانی جارحیت کی اس قسم میں ایک شخص اپنے مد مقابل کو اپنا رد عمل ان الفاظ کی صورت میں دیتا ہے جو بظاہر ناشائستہ یا نازیبا و نامناسب ہوتے ہیں لیکن یہ الفاظ حقیقت کی عکاسی کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی موٹے شخص کو موٹا، بونے کو بونا، اندھے کو اندھا، گونگے کو گونگا، توتلے کو توتلا، کنجوس کو کنجوس، بزدل کو بزدل، دیہاتی کو دیہاتی یا کسی کو اس کے پیشے یا قوم کے لحاظ سے عار دلانا اگرچہ امر واقعہ کے اعتبار سے صحیح اور درست ہوتا ہے لیکن اخلاقی طور پر اس طرز عمل کو پسند کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس طرح کا کلام میاں اور بیوی کے درمیان بالعموم ملتا ہے جہاں شوہر اپنی بیوی کو یا بیوی شوہر کو مختلف باتوں پر طعنے دیتی رہتی ہے اور ایسی طعن و تشنیع کو احادیث مبارکہ میں سخت ممنوع و مذموم قرار دیا گیا ہے۔[19] اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح کی گفتگو کے بارے میں طرز عمل کیا تھا؟ اس کو درج ذیل حدیث سے سمجھا جا سکتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (ان کی دوسری بیوی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی بابت) عرض کیا: آپ کے لئے صفیہ کا ایسا ایسا ہونا کافی ہے۔ بعض راویوں نے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مراد یہ تھی کہ وہ پستہ قد ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: **"لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ"**[20] (تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو وہ اس کا ذائقہ بھی بدل ڈالے۔)

لہٰذا ایک مومن کو ایسی باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے کہ یہ ناپسندیدہ اعمال میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو شخص گالی گلوچ کرنے والے، انھوں نے جو کچھ کہا سب کا وبال اس کے ذمہ ہے جس نے شروع کیا ہے، جب تک مظلوم تجاوز نہ کرے۔[21] جتنا پہلے نے کہا، اس سے زیادہ نہ کہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس بات

---

19 - بخاری، **الجامع الصحیح**، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ كُفْرَانِ العَشِيرِ وَهُوَ الزَّوْجُ، وَهُوَ الخَلِيطُ، مِنَ الْمُعَاشَرَةِ، رقم: 5197۔

20- ابو داؤد سلیمان بن اشعث، **السنن**، كِتَاب الْأَدَبِ، بَابٌ فِي الْغِيبَةِ (بیروت: المکتبة العصرية، صيدا- س ن)، رقم: 4875۔

21- مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب النهي عن السباب، رقم: 2587۔

کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو گالی دے۔ یہ اس وقت ہے کہ جب وہ شخص اپنے غصے پر باوجود کوشش ضبط نہ کرسکے تو صرف اتنا کرسکتا ہے جیسا کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی کسی کو برا بھلا کہنا ہی چاہتا ہے تو نہ اس پر افترا کرے، نہ اس کے والدین کو گالی دے، نہ اس کی قوم کو گالی دے، ہاں اگر اس میں ایسی بات ہے جو اس کے علم میں ہے تو یوں کہے کہ تو بخیل ہے یا تو بزدل ہے یا تو جھوٹا ہے یا بہت سونے والا ہے۔[22] خیال رہے کہ اتنا بدلہ لینے کی اجازت ہے جتنی بد اخلاقی اس نے کی ہو لیکن اس صورت میں بھی تمیز اور شائستگی کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔ ورنہ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات یہی ہیں کہ ایسا شخص اپنے غصے کو قابو میں رکھے اور اسے معاف کر دے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾[23] (اور جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے کے عادی ہیں۔ اللہ ایسے نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے)۔

چنانچہ عفو و درگزر کا دامن تھاما جائے اوراپنی زبان کو بُری باتوں سے روکا جائے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات کیا ہے؟ فرمایا اپنی زبان کو بری باتوں سے روک رکھو۔[24]

3- ناشائستہ لیکن فحش گوئی سے پاک الفاظ

اس سے مراد ایسے الفاظ ہیں جو اخلاق سے گرے ہوئے ہوتے ہیں جنہیں ایک شخص دوسرے کے لئے بیان کرنا معیوب سمجھتا ہے۔ لیکن یہ فحش گوئی سے مبرا ہوتے ہیں۔ جیسے کسی شخص کے ایسے عیوب بیان کرنا جو صرف وہ جانتا ہو یا اس کی ان غلطیوں و گناہوں کی نشاندہی جن سے وہ رجوع کرچکا ہو۔ یہ اگرچہ فحش گفتگو میں تو داخل نہیں ہے لیکن اخلاقیات کے اصولوں کے سخت خلاف ہے۔ سستی شہرت کے حصول کے لیے، بدلہ چکانے، دل کی بھڑاس نکالنے یا کسی کو بدنام کرنے کے لیے ایسی حرکات معاشرے میں پہلے ہی عام تھیں لیکن سوشل میڈیا نے اسے مزید بڑھاوا دے دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے افعال و اعمال کی بجائے مومن کی پردہ داری کا حکم دیا

22- ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، **المعجم الکبیر** (بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1983ء)، رقم: 7030۔

23- القرآن 3:134۔

24- ترمذی، السنن، بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ، رقم: 2406۔

ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: '' مَنْ سَتَرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ '' [25](جو بندہ دنیا میں کسی بندے کے عیب چھپائے گا قیامت کے دن اللہ اس کے عیب چھپائے گا۔)

لہذا ہمیں کسی کے عیب اچھالنے کی بجائے اس کو چھپانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر کوئی شخص اپنے اس گناہ سے توبہ کر چکا ہو اور کوئی اس کو عار دلائے تو اسے جواباً عار نہ دلائے بلکہ صبر کرے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:''وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ، فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذَلِكَ عَلَيْهِ''[26](اگر کوئی شخص تمہیں گالی دے اور ایسے عیب سے عار دلائے جو تم میں وہ جانتا ہے تو تم اسے اس کے ایسے عیب سے عار نہ دلاؤ جو تم اس میں جانتے ہو اس کا وبال اس پر ہے۔)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو اپنے کسی دینی بھائی کو اس کے کسی ایسے گناہ پر عار دلائے گا جس سے وہ توبہ کر چکا ہو تو عار دلانے والا اس وقت تک نہیں مریگا جب تک کہ وہ خود اس گناہ کو نہ کر لے۔[27] اسی طرح اس گفتگو کی مثالوں میں کسی کو گدھا، کتا، بندر، سور یا جانور وغیرہ کہنا بھی داخل ہے۔ اس گفتگو کے مظاہر انٹرنیٹ (Internet) پر مختلف مکالموں کے دوران اور روزمرہ زندگی میں حاکم اور ماتحت کے درمیان، استاد اور طالب علم کے درمیان اور پڑھے لکھے معاشرے میں عموماً نظر آتے ہیں جہاں فحش گوئی اور بے حیائی سے تو کام نہیں لیا جاتا لیکن کسی کو ذلیل ورسوا کرنے میں کوئی کسر بھی نہیں چھوڑی جاتی۔ آج کل ٹی وی چینلز پر موجود مشہور (Talk Shows) ٹاک شوز کے کچھ رابطہ کار (Anchors) دانستہ طور پر ایسی بات چیت کرتے ہیں جس کے ذریعے تیز و تند گفتگو ہو اور پھر بات گالم گلوچ یا ہاتھا پائی تک پہنچے اور یوں ان کے پروگرام کی ریٹنگ زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔ یہ حرکت سخت معیوب و ناپسندیدہ اور گناہ ہے۔ مسلمانوں کو تو صلح صفائی کروانے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ جلتی پر تیل ڈالنے کا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ ان کا مقصد ان کی شکم پری ہوگی اور ان کا دین ان کی خواہش نفسانی اور ان کی تلوار ان کی زبان ہوگی۔[28] ایسی گفتگو کے

25– مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ ، بَابُ بِشَارَةِ مَنْ سَتَرَ اللهُ تَعَالَى عَيْبَهُ فِي الدُّنْيَا، بِأَنْ يَسْتُرَ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ، رقم: 71(2590)۔

26 – ابوداؤد، **السنن**، کتاب اللباس، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْإِزَارِ، رقم: 4084۔

27– ترمذی، **السنن**، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم: 2505۔

28– عبد الوہاب شعرانی، **تنبیہ المغترین** (کراچی-لاہور: ادارہ اسلامیات، 1427ھ)، 234۔

بارے میں ارشاد خداوندی ہے:﴿لَا يُحِبُّ اللهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَ كَانَ اللهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا﴾[29](اللہ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان کرنا مگر مظلوم سے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔)

اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک شخص ایک قوم کا مہمان بنا اور انہوں نے اچھی طرح اس کی میزبانی نہ کی، جب وہ وہاں سے نکلا تو اُن کی شکایت کرتا ہوا نکلا۔[30] اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔ جب ایک شخص سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں زبان درازی کرتا رہا، حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ خاموش رہے مگر وہ باز نہ آیا تو ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب دے دیا۔ اس پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص مجھے برا بھلا کہتا رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ فرمایا اور میں نے ایک مرتبہ جواب دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ گئے۔ ارشاد فرمایا ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا اور جب تم نے جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آگیا۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔[31] بہر حال ایسی گفتگو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے سخت خلاف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار تو ایسا تھا کہ بدترین کافر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے گرویدہ ہو جاتے تھے جو ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مل لیتا وہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہو کر رہ جاتا۔ اس طرح کے الفاظ اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قاتل کے لیے کہا تھا کہ مجھے کتے نے قتل کر دیا یا کتے نے کاٹ کھایا۔[32] مگر اس دور میں اور آج کے معاشرے میں بہت فرق ہے اور یہ ایک نادر الوقوع صورت ہے اور ان کی ساری زندگی میں ایسی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ یہ الفاظ آپ نے بوقت موت درد و تکلیف کی شدت سے کہے ہوں گے اس لیے اس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا اس طرح کے واقعات کو دلیل بنانے کی بجائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن اور زریں صورتوں سے استدلال کیا جائے تو زیادہ قرین قیاس ہے۔

29- القرآن 148:4۔

30- ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد البیضاوی، أنوار التنزيل وأسرار التأويل (بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1418ھ)، 105:2۔

31- احمد بن حنبل، المسند (بیروت: مؤسسة الرسالة، 1421ھ)، رقم: 9624۔

32- بخاری، الجامع الصحیح، کتاب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، بَابُ قِصَّةِ البَيْعَةِ، وَالِاتِّفَاقِ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَفِيهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، رقم: 3700۔

4- بہتان اور یاوہ گوئی پر مشتمل الفاظ

شریعت اسلامیہ میں فحش گفتگو کی بڑی سختی کے ساتھ ممانعت کی گئی ہے لیکن بدقسمتی سے اس کے مظاہر آج عام زندگی کے علاوہ مختلف سوشل میڈیا (Social Media)پلیٹ فارمز، فورمز (Forums)، بلاگز(Blogs) اور انٹرنیٹ (Internet) وغیرہ پر اتنے مروج ہو چکے ہیں کہ معمولی مسابقت یا مخالفت کی وجہ سے فحش گوئی، جھوٹ اور بہتان باندھنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا اور بر سر عام اشخاص کی عزت نیلامی پر لگا دی جاتی ہے۔ ایک انگریز مصنف والڈرن کا کہنا ہے کہ انٹرنیٹ پر کی جانے والی یہ جارحیت لسانی جارحیت سے کہیں زیادہ ضرر رساں ہے کیونکہ یہ مستقل اور دائمی شکل اختیار کر گئی ہے، اور گوگل (Google) جیسے سرچ انجنوں کی بدولت فوری طور پر یہ برائی، دنیا بھر کے کروڑوں انسانوں کے لیے دستیاب ہو گئی ہے۔ انٹرنیٹ کے دور میں، جب بہتان کی ویڈیو وائرل(Viral) ہوتی ہے تو لاکھوں ناظرین کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔[33] جب کہ انٹرنیٹ کے مقابلے میں لسانی جارحیت کی ہلاکت خیزیاں وقتی اور محدود ہوتی ہیں۔ اس لیے انٹرنیٹ پر کہیں زیادہ احتیاط و بصیرت اور مصلحت و دور اندیشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اقوام متحدہ نے انٹرنیٹ پر نفرت انگیز مواد کو روکنے کے سلسلے میں اقدامات کیے ہیں لیکن پھر بھی اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ ایسی گفتگو یا مواد کے سلسلے میں متفقہ پالیسی بنانا جس کی مدد سے نفرت انگیز مواد کی شناخت کی جا سکے بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ اس سلسلہ میں ہر ویب سائٹ کی اپنی پالیسی ہے۔ خاص طور پر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے بارے میں معاملہ اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے جہاں پر ایسے مواد کی شناخت صرف صارفین کے رپورٹ کرنے کی بدولت ہی ہو سکتی ہے۔[34]

ان ذرائع پر کی جانے والی ایسی گفتگو اگر جھوٹ اور بہتان پر مبنی ہو گی تو وہ اس سے بھی بڑا گناہ ہو گی۔ اس لئے کہ یہ دو گناہوں کا مجموعہ ہے ایک جھوٹ اور بہتان کا دوسرے فحش گفتگو کا۔ اور شب عقبہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے جن باتوں کا عہد لیا تھا ان میں یہ بھی تھی کہ وہ کسی دوسرے شخص پر بہتان نہیں باندھیں گے۔[35] بہتان اور جھوٹ کبیرہ گناہ ہیں اور مومن کی شان کے خلاف ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا ۔کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ پھر عرض کیا گیا، کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کیا گیا،

33. Jeremy Waldron, The harm in hate speech (USA: Harvard University Press, 2012), 292.
34 . Ignio Gagliardone, Countering online hate speech (France: UNESCO Publishing, 2015), 29-30.
35- بخاری، **الجامع الصحیح**، كِتَابُ الإِيمَانِ، بَابٌ: عَلاَمَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، رقم:18۔

کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا نہیں۔(36)یعنی مومن بزدل بھی ہو سکتا ہے اور بخیل بھی ہو سکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت جھوٹا بہتان باندھنے والوں کے بارے میں تنبیہ کرتے ہوئے مومنین کو حکم دیتا ہے:﴿ لَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِهِمۡ خَيۡرًا ۙ وَّقَالُوۡا هٰذَاۤ اِفۡكٌ مُّبِيۡنٌ ﴾[37](ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ افواہ سنی تو مومن مرد اور مومن عورتیں اپنے آپ سے نیک گمان کرتے اور کہہ دیتے کہ یہ تو ایک صریح بہتان ہے)۔

اور بہتان بہت بڑا گناہ ہے۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:﴿ اِذۡ تَلَقَّوۡنَهٗ بِاَلۡسِنَتِكُمۡ وَتَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِكُمۡ مَّا لَيۡسَ لَكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ وَّتَحۡسَبُوۡنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمٌ ﴾[38](جب تم اپنی زبانوں سے اس کا ایک دوسرے سے ذکر کرتے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تم کو کچھ بھی علم نہ تھا اور تم اسے ایک معمولی بات سمجھتے تھے اور اللہ کے نزدیک وہ بڑی سخت بات تھی)۔

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ[39] اس بابت تنبیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:" کوئی مومن و مومنہ دوسرے مومن و مومنہ کے متعلق کسی غائب اور طعنہ زن کی بات کا اعتبار نہ کرے۔ یہ بہترین تادیب ہے جس کا بہت کم لوگ لحاظ کرنے والے اور کم لوگ اس کی نگہبانی کرنے والے ہیں کاش تم بھی ایسا شخص پالیتے جو بات سنے اور خاموش رہے اور دوسروں میں اس کو نہ پھیلائے۔ بلکہ اس طرح کہے کہ یہ کھلا جھوٹ ہے اور دونوں افراد کے لیے مناسب

36- مالک بن انس، **الموطاء**، باب مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ (ابو ظبی: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية،1425ھ)، رقم:3630۔

37- القرآن15:24۔

38- القرآن12:24۔

39- آپ کا نام عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی تھا۔ ابو البرکات کنیت اور حافظ الدین لقب تھا۔710ھ میں بغداد شہر میں وفات پائی۔ آپ کا شمار نامور حنفی فقہا میں ہوتا ہے آپ تفسیر، علم الکلام اور اصول میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ کثیر التصانیف بزرگ ہیں اور مختلف فنون میں آپ نے یادگار کتب چھوڑی ہیں۔ عقائد میں **عمدة العقائد في الكلام**، تفسیر میں **مدارك التنزيل وحقائق التأويل**، اصول فقہ میں **منار الأنوار** اور فقہ حنفی میں **الكافي في شرح الوافي** اور **كنز الدقائق** مشہور خلائق ہیں۔(خیر الدین بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الزرکلی الدمشقی، **الأعلام**،67:4؛ عمر رضا کحالہ، **معجم المولفين**،32:6۔)

نہیں"۔[40] قاضی ثنااللہ پانی پتی[41] لکھتے ہیں کہ:" تمام مومن بلکہ ہر مذہب کے علم بردار آپس میں ایک ذات کی طرح ہوتے ہیں۔لہذا ایمان کا تقاضا ہے تمام مومنوں کے متعلق اچھا گمان رکھنا چاہیے اور ان پر نکتہ چینی کرنے سے باز رہنا چاہیے۔جو لوگ مومنوں کی عیب چینی کریں ان کا دفاع اس طرح کرنا چاہیے جس طرح اپنی ذات کے خلاف حرف گیری کے وقت کیا جاتا ہے"۔[42] خلاصہ یہ کہ تمام مسلمانوں کو اپنا بھائی بلکہ اپنی ذات کی طرح سمجھنا ایمان کا تقاضا ہے اور انہیں اپنے قول و فعل سے تکلیف پہنچانا حرام ہے اور جھوٹ و بہتان باندھنا توکئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں سوشل میڈیا صارفین کے لیے بھی درس ہے کہ انہیں کسی شخص کی عزت و ناموس کو داغدار کرنے والے مواد کو پھیلانے سے باز رہنا چاہیے بالخصوص جب کہ ایسا مواد بے سروپا باتوں پر مشتمل ہو۔

5- ناشائستہ اور فحش الفاظ

آج سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز فیس بک(Facebook) ، ٹویٹر(Twitter)اور یوٹیوب (YouTube)وغیرہ پر آپ کو اس کے مختلف مظاہر بآسانی نظر آتے ہیں کہ جہاں لوگ تھوڑی سی بھی ناگواری کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو گالیاں دینے پر اتر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیہاتوں، شہروں، غیر تہذیب یافتہ لوگوں، بے تکلف دوستوں میں بھی یہ بیماری ہے بلکہ بعض لوگوں کا تو تکیہ کلام ہی گالی ہوتا ہے ان لوگوں کی زبان اس حد تک فحش اور بے باک ہو جاتی ہے کہ یہ بات بات پر گالیاں دیتے ہیں حتی کہ جانوروں کو بھی گالیاں دینے سے باز نہیں آتے۔ بالخصوص عورتوں میں گالیاں دینے کا رواج ہے۔ بعض مقامات پر تو ماں اور باپ بھی اپنی اولاد کو

40- ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین النسفي، **مدارك التنزيل وحقائق التأويل**(بیروت: دار الکلم الطیب،1419ھ)،2:492۔

41- قاضی ثناء اللہ پانی پتی شیخ جلال الدین کبیر اولیائے چشتی کی اولاد سے ہیں۔علوم عقلیہ و علوم نقلیہ اور فقہ و اصول میں مرتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ علم تفسیر و کلام اور تصوف میں ید طولی حاصل تھا شاہ عبد العزیز آپ کو بیہقی وقت کہا کرتے تھے۔ میر زا مظہر جانجاناں سے بیعت ہوئے جو کہا کرتے تھے کہ اگر قیامت کے دن خدا نے پوچھا کہ میرے لیے کیا لائے ہو تو میں ثناء اللہ کو پیش کروں گا۔ آپ کثیر التصانیف بزرگ ہیں ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: **التفسير المظهری، مالابدمنه، تذكرة الموتى و القبور، تذكرة المعاد، حقيقة الاسلام، ارشاد الطالبين**، شہاب ثاقب، رسالہ حرمت متعہ، رسالہ حرمت سرود، وصیت نامہ وغیرہ مشہور خلائق ہے۔رجب 1225ھ میں وفات پائی"۔(دیکھیے: فقیر محمد جہلمی، **حدائق الحنفیه**،484)۔

42 - محمد ثناء اللہ مظہری، **التفسير المظهري** (کراچی: مکتبة الرشید،1412ھ)،6:475۔

گالم گلوچ کرنے سے باز نہیں آتے۔ افسوس کہ اس زمانے میں بعضوں کو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے،[43] اور بعض تو منبر پر بیٹھ کر یہ کام کرتے ہیں۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ناشائستہ اور فحش الفاظ و گفتگو کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں ہے بلکہ اسلام بڑی سختی سے اس کی مذمت کرتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کا اخلاق سب سے بہتر ہے اور نبی اکرم ﷺ نہ کبھی فحش گوئی کرتے اور نہ ہی یہ ان کی عادات میں سے تھا۔[44] حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طعن کرنے والا کسی پر لعنت بھیجنے والا، فحش گوئی کرنے والا اور بد تمیزی کرنے والا مومن نہیں ہے۔[45] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی، میں آپ ﷺ کے پاس تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا قبیلہ کا یہ بیٹا (یا فرمایا) قبیلہ کا یہ بھائی کیا ہی برا ہے۔پھر اسے اجازت دے دی اور اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ گفتگو کی۔جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ پہلے تو آپ نے اسے برا کہا اور پھر اس سے نرمی سے بات کی۔آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! بدترین شخص وہ ہے جسے اس کی فحش گوئی کی وجہ سے لوگوں نے چھوڑ دیا ہو۔[46] قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو یہاں تک حکم دیا ہے کہ غیر مسلموں کے جھوٹے معبودوں (بتوں) کو بھی گالیاں نہ دو. ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾[47] (اور جن لوگوں کو یہ (مشرک) اللہ کے سوا پکارتے ہیں، ان کو برا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں اللہ کو بے ادبی سے بے سمجھے برا نہ کہہ بیٹھیں۔)

"حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن مومن کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی اس لئے کہ بے حیاء اور فحش گو شخص سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے"۔[48] عبد اللہ جدلی کہتے ہیں کہ "میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کے متعلق پوچھا تو

43- امجد علی اعظمی، **بہار شریعت** (کراچی: مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ پرانی سبزی منڈی، 2008ء)، 1:648۔

44- ترمذی، السنن، بَابُ مَا جَاءَ فِي الفُحْشِ وَالتَّفَحُّشِ، رقم: 1975

45- مصدر سابق، بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعْنَةِ، رقم: 1977۔

46- مصدر سابق، بَابُ مَا جَاءَ فِي المُدَارَاةِ، رقم: 1996۔

47- القرآن 6:108۔

48- ترمذی، الجامع، بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الخُلُقِ، رقم: 2002۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کبھی فحش گوئی کرتے اور نہ ہی اس کی عادت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازاروں میں شور کرنے والے نہ تھے۔ اور نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیتے بلکہ معاف کر دیتے اور در گزر فرماتے"۔[49]

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء اور کم گوئی ایمان کے دو شعبے ہیں۔ فحش گوئی اور زیادہ باتیں کرنا نفاق کے شعبے ہیں۔[50] اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: فحش گوئی سخت دِلی سے ہے اور سخت دلی آگ میں لے جاتی ہے"۔[51] مفتی احمد یار خان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں:" جو شخص زَبان کا بے باک ہو کہ ہر بُری بھلی بات بے دھڑک منہ سے نکال دے تو سمجھ لو کہ اس کا دل سخت ہے اس میں حیا نہیں۔ سختی وہ درخت ہے جس کی جڑ انسان کے دل میں ہے اور اس کی شاخ دوزخ میں۔ ایسے بے دھڑک انسان کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی بے ادب ہو کر کافر ہو جاتا ہے۔[52] اس سے پتہ چلتا ہے کہ بدزبانی اور بے حیائی کی باتوں سے ہر وقت پرہیز کریں، گالی گلوچ سے اجتناب کرتے رہیں اور یاد رکھیں کہ اپنے بھائی کو گالی دینا حرام ہے۔[53] حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اسے گالی دیتا ہے"۔[54]

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فِسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے"۔[55] ایک دوسری روایت میں ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فحش کلامی سے بچو، بے شک اللہ تعالیٰ فحش کلامی اور بتکلف فحش کلام کرنے کو پسند نہیں فرماتا۔(56) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت

49۔ مصدر سابق، بَابُ مَا جَاءَ فِي خُلُقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم:2016۔

50۔ مصدر سابق، بَابُ مَا جَاءَ فِي العِيِّ، رقم:2027۔

51– مصدر سابق، بَابُ مَا جَاءَ فِي الحَيَاءِ، رقم:2009۔

52– احمد یار خان نعیمی، مراۃ المناجیح (لاہور: قادری پبلشرز، اردو بازار، 2005ء)، 431:6۔

53– احمد رضا خان، **فتاوی رضویہ** (لاہور: رضا فاؤنڈیشن اردو بازار: 2005ء)، 127:21۔

54– ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، **شرح السنہ**، کتاب البر والصلة، باب الستر (بیروت: المکتب الإسلامی 1403ھ)، رقم:3518۔

55– بخاری، **الجامع الصحیح**، كِتَابُ الأَدَبِ، باب ما ينهى من السباب واللعن، رقم:6044۔

56– محمد بن حبان، **صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان**، باب ذکر الزجر عن الظلم والفحش والشح (بیروت: مؤسسة الرسالة، س ن)، 589:11، رقم:5176۔

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے حیائی جس چیز میں ہو گی اسے عیب دار کر دے گی اور حیا جس میں ہو گی، اسے آراستہ کر دے گی"۔[57] "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب لوگوں میں بدتر مرتبہ اس کا ہے جس کے شر سے بچنے کے لیے لوگوں نے اسے چھوڑ دیا ہو"۔[58] اور ایک روایت میں ہے کہ اُس کے فحش سے بچنے کے لیے چھوڑ دیا ہو۔[59] اسی وجہ سے علماء کہتے ہیں کہ جو شخص اٹکل پچو سے باتیں کرتا ہو، کثرت سے قسم کھاتا ہو، اپنے بچوں کو یا دوسروں کو گالی دینے کا عادی ہو یا جانور کو بکثرت گالی دیتا ہو جیسا کہ، تانگہ گاڑی والے اور ہل جوتنے والے کہ خوامخواہ جانوروں کو گالیاں دیتے رہتے ہیں ان کی گواہی مقبول نہیں۔[60] مزید یہ کہ جو شاعر ہجو کرتا ہو اُس کی گواہی بھی مقبول نہیں۔[61]

یعنی سخت کلامی و لسانی جارحیت کی وجہ سے ایک شخص گواہی کے بھی قابل نہیں رہتا۔ یہاں ایک بات کا تذکرہ بہت ضروری ہے کہ کچھ لوگ اپنی سخت کلامی و فحش گوئی کے لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فعل کو سند بناتے ہیں۔ کہ " جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عروہ کے منہ سے یہ سنا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کو میدان جنگ میں چھوڑ کر چلے جائیں گے تو انہوں نے محبت رسول ﷺ کے جذبہ سے مجبور ہو کر کہا کہ امْصُصْ بِبَظْرِ اللَّاتِ (لات کی شرمگاہ چوس) یہ جملہ ایک بہت بری گالی کے طور پر کہا جاتا ہے"۔[62] لیکن ان کا یہ جملہ ناموس رسالت ﷺ جیسے حساس معاملے کے لیے بولا گیا تھا جس کو صرف استثنائی حیثیت سے دیکھا جانا چاہیے۔ آج حالات زمانہ بہت مختلف ہیں اور علماء نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ عالم کو تو اپنے زمانے کے حالات سے واقف

57- ترمذی، **السنن**، باب ماجاء في الفحش والتفحش، رقم: 1974۔

58- بخاری، **الجامع الصحیح** ، كِتَابُ الأَدَبِ، باب لم يكن النبی فاحشا ولا متفحشا، رقم: 6032۔

59- مسلم، **الجامع الصحیح** ، كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب مداراة من يتقى فحشه، رقم: 2591۔

60- محمد امین بن عمر بن عبد العزیز ابن عابدین، دمشقی حنفی، **رد المحتار علی الدر المختار**، باب القبول وعدمه (بیروت: دار الفکر، 1412ھ 1992ء)، 5: 480۔

61- اعظمی، **بہار شریعت**، 2: 946۔

62- بخاری، **الجامع الصحیح**، كِتَابُ الشُّرُوطِ، بَابُ الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ، رقم: 2731۔

ہونا بہت ضروری ہے، چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی[63] لکھتے ہیں: ''وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عَالِمًا بِأَهْلِ زَمَانِهِ فَهُوَ جَاهِلٌ''[64] (اور جو اہل زمانہ کے حالات سے واقف نہیں وہ جاہل ہے)

مگر افسوس اس بات کا ہے کہ عوام و خواص اپنے عمومی معاملات کے لیے اس طرح کی باتوں کو بطور ثبوت پیش کر کے اپنی بدزبانی کا جواز تلاش کرتے ہیں۔ جب کہ عصر حاضر میں ضرورت اس بات کی تھی کہ عصری تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اعلی اور عمدہ اخلاق و کردار کے ذریعے معاشرے کو ایک احسن نمونہ پیش کیا جاتا نہ کہ اس طرح کی باتوں کے جواز کے لیے قرآن و سنت کے دلائل پیش کیے جاتے۔ دوسرا یہ اس دور میں عرب کا معمول تھا جیسا کہ بکثرت احادیث میں ہے کہ وہ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ[65] جیسے الفاظ کہتے تھے، جو ان کے غصے اور ناراضگی کے اظہار کا ذریعہ تھا۔ اور نہ ہی اسے فحش گوئی قرار دیا جاتا تھا۔ اسی پر ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾[66] کو قیاس کیا جانا چاہیے۔

63- محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقیؒ ملک شام کے مشہور فقیہ تھے آپ کا شمار اپنے وقت کے نابغہ روزگار اور عبقری حنفی فقہا میں کیا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ کو امام الحنفیہ کہا جاتا تھا۔ 1198ھ بمطابق 1784ء میں آپ کی پیدائش دمشق شہر میں ہوئی اور 21 ربیع الثانی 1252ھ بمطابق 1836ء کو شہر دمشق میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کثیر التصانیف بزرگ ہیں جن میں سے **رد المحتار على الدر المختار على تنوير الأبصار، عقود اللآلي في الأسانيد العوالي، العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية، حاشية نسمات الأسحار على شرح إفاضة الأنوار** مشہور ہیں۔ (عمر رضا کحالۃ، **معجم المولفين**، 9:77؛ الزركلي، **الاعلام**، 6:42)۔

64 – ابن عابدین، **رد المحتار على الدر المختار**، 2:47۔

65- بخاری، **الجامع الصحيح**، كِتَابُ الأَذَانِ، بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ، رقم: 788۔

66- القرآن 68:13۔

خلاصہ بحث

اسلام ایک مہذب دین ہے اس لیے اس نے لسانی جارحیت وسخت کلامی کو پسند نہیں کیا بلکہ اس کی بعض صورتوں کو توسنگین جرم ناجائز و حرام اور گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کریں تو یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ اسلام میں تو ایک غیر مسلم سے بھی ایسا رویہ رکھنا درست نہیں ہے چہ جائیکہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ایسا سلوک کریں جو کہ معاشرے میں سخت کلامی کو ہتھیار اور آخری حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جو تعلیماتِ اسلام اور تعلیمات محمدی ﷺ کے سراسر منافی ہے۔ آپ کے کسی سے لاکھ اختلافات ہو سکتے ہیں لیکن اس کا جواب سخت کلامی و درشت روئی کی بجائے شیریں کلامی و نرمی سے بھی دیا جا سکتا ہے۔ الغرض اسلام تحمل وبرداشت اور رواداری کا وہ نمونہ فراہم کرتا ہے جو دنیا کا کوئی معاشرہ فراہم نہیں کر سکتا۔ رسول کریم ﷺ نے اپنی پوری حیات طیبہ میں کسی شخص کو اپنے قول و فعل سے کسی بھی قسم کی تکلیف نہیں پہنچائی اور نہ ہی کبھی گفتگو کے ذریعے کسی کا دل دکھایا بلکہ اپنی شیریں زبانی و نرم خوئی کی بدولت لوگوں کے دل جیت لیے۔ اسی لیے امت کو بھی چاہیے کہ وہ سیرت کے اس پہلو پر عمل کرے اور نرمی و خوش اخلاقی کے ذریعے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنائے۔ متذکرہ بالا باتوں پر اگر شخص واحد عمل کرے تو نہ صرف اس شخص کے اخلاق و کردار مثالی ہو جائیں گے بلکہ لوگ اس سے محبت کرنے والے بن جائیں گے۔ نتیجۃً لوگ اس سے سخت کلامی کرنے کی بجائے خوش اخلاقی سے پیش آئیں گے۔ اور پورا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن جائے گا۔ یہ تبھی ممکن ہے جب ہم سخت کلامی و لسانی جارحیت کی بجائے نرم و شیریں گفتگو اور رفق و لطف کے عادی بن جائیں۔

سفارشات

1. معاشرے میں ہر گزرتے دن کے ساتھ لسانی جارحیت بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اس کو ختم کرنے کے لیے سیرت النبی ﷺ سے عفوودرگزر، صبر و تحمل، حلم ورضا اور نرمی و شیریں زبانی کے قصص وامثال وپند و نصائح کو فروغ دیا جانا چاہیے۔ مزید بر آں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین و صوفیا عظام کے حالات وواقعات سے بھی استفادہ کیا جانا چاہیے۔
2. مادیت پرستی کے اس دور میں انسان کے نزدیک ہر چیز کی قدر، مال و زر سے کی جاتی ہے اس لیے معاشرے میں اخلاقیات کا فقدان ہے جس کی وجہ سے جارحیت پسندی کے عناصر بڑھتے چلے جارہے

ہیں۔ اس ضمن میں آداب گفتگو سکھانے کے لیے تمام تعلیمی اداروں میں باقاعدہ عملی نصاب تعلیم مرتب کیا جائے۔

3. محققین حضرات اس موضوع پر مقالات سپرد قلم کریں اور کانفرنسز و ورکشاپس کے ذریعے لسانی جارحیت کی سنگینی کو واضح کیا جائے۔ نیز تعلیمی اداروں، عملی زندگی و سوشل میڈیا پر موجود خوش اخلاق و نرم زبان افراد کو انعامات سے نوازا جائے تاکہ لسانی جارحیت کا قلع قمع کیا جا سکے۔

مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم۔
2. ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین النسفي، **مدارك التنزيل وحقائق التأويل**، بیروت: دار الکلم الطیب، 1419ھ۔
3. ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، **معجم کبیر**، بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1983ء۔
4. ابو القاسم محمود بن عمرو بن احمد جار اللہ زمخشری، **أساس البلاغة**، تحقیق: محمد باسل عیون السود، بیروت: دار الکتب العلمیة، 1998ء۔
5. ابو داؤد سلیمان بن اشعث، **السنن ابوداؤد**، بیروت: المکتبة العصریة، 1988ء۔
6. ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، **شرح السنہ**، بیروت: المکتب الإسلامی 1403ھ۔
7. احمد بن حنبل، **المسند**، بیروت: مؤسسة الرسالة، 1421ھ۔
8. احمد رضا خان، **فتاوی رضویہ**، لاہور: رضا فاؤنڈیشن اردو بازار: 2005ء۔
9. احمد یار خان نعیمی، **مراة المناجیح**، لاہور: قادری پبلشرز، اردو بازار، 2005ء۔
10. امجد علی اعظمی، **بہار شریعت**، کراچی: مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ پرانی سبزی منڈی، 2008ء۔
11. **خطابات الکراهية وقود الغضب**، القاہرة: مرکز هردو لدعم التعبیر الرقمی، 2016ء۔
12. خیر الدین بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الزرکلي الدمشقي، **الاعلام**، بیروت: دار العلم للملایین، 2002ء۔
13. عبد الوہاب شعرانی، **تنبیہ المغترین**، کراچی: ادارہ اسلامیات، 1427ھ۔
14. عمر رضا کحالة، **معجم المولفین**، بیروت: مکتبة المثنی۔
15. فقیر محمد جہلمی، **حدائق الحنفیہ**، کراچی: مکتبہ ربیعہ سلام مارکیٹ بنوری ٹاؤن۔
16. قاضی عبد النبی، **دستور العلماء جامع العلوم في اصطلاحات الفنون**، بیروت: دار الکتب العلمیة، 2000ء۔
17. لوئیس معلوف، **المنجد**، مترجم مولانا عبد الحفیظ بلیاوی، لاہور: خزینہ علم وادب الکریم مارکیٹ اردو بازار۔
18. مالک بن انس، **الموطا**، ابو ظہبی: مؤسسة زاید بن سلطان آل نہیان للأعمال الخیریة والإنسانیة، 1425ھ۔

19. محمد امین بن عمر بن عبد العزیز ابن عابدین، الدمشقي الحنفي ، **رد المحتار على الدر المختار**،**بیروت**: دار الفکر،1412ھ۔

20. محمد بن اسماعیل البخاری،**الجامع الصحیح**، **محقق**: محمد زھیر بن ناصر الناصر،**بیروت**:دار طوق النجاۃ،1422ھ۔

21. محمد بن حبان البُستي،**صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان**،**بیروت**:مؤسسۃ الرسالۃ۔

22. محمد بن عیسی ترمذی،**السنن**، **مصر**: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي،1975ء۔

23. محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسینی الزبیدی،**تاج العروس من جواھر القاموس**، **بیروت**:دارالھدایہ للنشر والتوزیع۔

24. محمد بن یزید ابن ماجہ،**السنن**، **تحقیق**: محمد فواد عبد الباقي،**بیروت**:دار إحیاء الکتب العربیۃ۔

25. محمد ثناءاللہ مظہری، **التفسیر المظھري**، **پشاور**: مکتبۃ الرشید،1412ھ۔

26. مسلم بن حجاج القشیری،**الجامع الصحیح** ، **بیروت**:دار إحیاء التراث العربي۔

27. ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر بن محمد البیضاوی، **أنوار التنزیل وأسرار التأویل**، **بیروت**:دارإحیاء التراث العربي، 1418ھ۔

28. وحید الزمان کیرانوی، **قاموس الوحید**،**لاہور**:ادارہ اسلامیات۔

29. Jeremy Waldron, The harm in hate speech, Harvard: Harvard University Press, 2012.

30. https://en.wikipedia.org/wiki/Hate_speech.

31. https://www.researchgate.net/publication/323784533.

32. https://www.un.org.